- وسائل اور ذرائع میں وہ چیزیں معاف کردی جاتی ہیں جو مقاصد میں معاف نہیں کی جاتیں۔ (قاعدہ نمبر ۳۷)
- نیکی اور قربت کے کاموں میں ایثار اور دوسروں کو ترجیح دینا مکروہ ہے لیکن اس کے علاوہ دوسری چیزوں میں ایثار پسندیدہ ومحبوب ہے۔ (قاعدہ نمبر ۳)
- تابع تابع ہی رہتا ہے (اصل نہیں ہو جاتا) قاعدہ نمبر ۴)
- خاموش رہنے والے کی طرف کوئی بات منسوب نہیں کی جائے گی۔ (قاعدہ نمبر ۱۸)
- جو شخص کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے حاصل کرنے کی جلدی مچائے تو سزاً اس کو اس سے محروم کردیا جائے گا۔ (قاعدہ نمبر ۳۰)

سیوطیؒ کبھی کبھی قاعدہ کی دلیل بھی ذکر کرتے ہیں پھر فقہی فروع میں اس قاعدہ کا تتبع کرتے ہیں، پھر اس قاعدہ سے متفرع ہونے والے قواعد نیز اس کے مستثنیات ذکر کرتے ہیں، قاعدہ پر دلیل پیش کرنے کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔ فرماتے ہیں: ایک قاعدہ ہے: "**ما كان اكثر فعلا كان اكثر فضلا**" (کام کی مقدار جتنی زیادہ ہوگی اس کی فضیلت بھی اس قدر ہوگی) اس کی دلیل حضرت عائشہ سے منقول حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔ "**اجرک علی قدر نصبک**" (تمہارا اجر تمہاری تھکن کے بقدر ہے) یہ روایت مسلم شریف کی ہے، اسی طرح درج ذیل قاعدہ "**الایثار فی القرب مکروہ و فی غیرها محبوب**" (نیک اور قرب کے کاموں میں ایثار ناپسندیدہ ہے اور ان کے علاوہ میں پسندیدہ) اس کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے۔ **و یؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة**"

شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں: "جو امور قربات کے ہیں ان میں ایثار درست نہیں ہوتا، لہٰذا طہارت کا پانی، ستر عورت، اور نماز میں صف اول وغیرہ میں ایثار نامناسب ہے، اس لئے کہ عبادات کا مقصود خدا کی تعظیم و بڑائی ہے اگر کوئی عبادات کے باب میں اپنی ذات پر کسی دوسرے کو مقدم کرتا ہے تو گویا وہ خدا کی تعظیم و بڑائی کو ترک کر رہا ہے۔" امام فرماتے ہیں: "اگر نماز کا وقت آجائے اور اس کے پاس وضو کے لئے پانی ہو لیکن وہ اس پانی کو دوسرے کو وضو کے لئے ہبہ کردے تو یہ جائز نہ ہوگا اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اس لئے کہ ایثار ان امور میں پسندیدہ ہے جو اپنی ذات سے تعلق رکھتے ہوں، قربات اور عبادات کے باب میں ایثار جائز نہیں، قواعد عام

سے متفرع ہونے والے قواعد کی مثال درج ذیل ہے۔

عام قاعدہ: ''التابع تابع'' (تابع کی حیثیت تابع ہی کی ہوا کرتی ہے) ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''اس قاعدہ کے تحت درج ذیل قواعد آتے ہیں:

۱۔ کسی چیز کو تابع قرار دیئے جانے کے بعد اس پر مستقل حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

۲۔ تابع متبوع کے سقوط سے ساقط ہو جاتا ہے۔

۳۔ تابع متبوع پر مقدم نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ تابع میں وہ چیزیں انگیز کر لی جاتی ہیں جو ان کے علاوہ میں نہیں کی جاتیں۔

اسی طرح ہر قاعدہ کے ساتھ اس کے فروعی قواعد ذکر کرتے چلے گئے ہیں۔

۵۔ اگرچہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب کے پانچویں حصہ کو ان قواعد کے لئے خاص رکھا تھا جو ایک باب سے متعلق ہوں لیکن اس کے باوجود دوسرے حصہ میں بھی بعض اس طرح کے ایسے قواعد آ گئے ہیں جو ایک باب کے ساتھ خاص ہیں مثلاً: **الحدود تسقط بالشبهات**'' (حدود (سزائیں) شبہات کی بنیاد پر ساقط ہو جاتی ہیں) (قاعدہ نمبر ۶) اگرچہ سیوطی نے اس قاعدہ کی تطبیقات باب حدود کے باہر سے بلکہ باب تعزیر کے باہر سے بھی ذکر کی ہیں مثلاً بیان کیا "**الشبهة تسقط الكفارة**" (شبہات کفارہ کو ساقط کر دیتے ہیں) مناسب تو یہ تھا کہ قاعدہ کی عبارت کو عام رکھتے، حدود کے ساتھ خاص نہ کرتے مثلاً یوں فرماتے "**الجزاء (او العقاب) يسقط بالشبهة**" (سزا شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے)۔

(و) سب سے اخیر میں ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) نے اپنی کتاب ''الاشباہ والنظائر'' میں فن اول کے قواعد کی دوسری قسم کو ان کلی قواعد کے لئے خاص کیا ہے جن سے بے شمار جزئی مسائل متفرع ہوتے ہیں۔ انہوں نے اس طرح کے انیس قواعد ذکر کئے ہیں، ان قواعد کے استخراج میں اپنے طریقہ کار کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ان میں سے اکثر فروعات مجھے نایاب کتابوں میں اور ایسی جگہوں پر ملے ہیں جہاں ملنے کا گمان نہ تھا، ہاں میں اللہ کی توفیق سے مسلک حنفی کے صرف انہیں مسائل کو بیان کروں گا جو صحیح اور معتمد ہیں خواہ وہ کسی ضعیف قول یا کسی ضعیف روایت پر متفرع ہوں، البتہ میں نے ایسی جگہوں پر عموماً تنبیہ کر دی ہے۔''

۱۔ ابن نجیم نے اس قسم میں جو قواعد ذکر کئے ہیں وہ وہی ہیں جنہیں سیوطی اور ابن السبکی نے

☆ امام مالک بن انس رحمہ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

بیان کیا ہے، شافعی اور حنفی مذہب کے درمیان فروعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے صرف فروعات میں فرق ہے، مثلاً ''الایثار فی القرب'' والے قاعدہ کو ابن نجیم نے سوال کے انداز میں اس طرح ذکر کیا ہے ''ھل یکرہ الایثار بالقرب؟ (کیا نیکیوں میں ایثار مکروہ ہے؟) اور انہوں نے اس سوال کے جواب میں اپنی گفتگو کا آغاز اس طرح کیا ہے کہ اب تک مجھے اپنے فقہاء کے یہاں اس موضوع پر کوئی چیز نہیں ملی، اللہ تعالیٰ کے کرم سے امیدوار ہوں کہ یہ مسئلے یا اس کے کچھ مسائل مجھ پر کھول دے، پھر انہوں نے سیوطیؒ کی ذکر کردہ بحث اس موقع پر نقل کی ہے۔

بعض ایسے قواعد جو اس نوع کے تحت آنے چاہئیں ابن نجیم نے انہیں فن اول کے علاوہ میں ذکر کیا ہے، اگرچہ ان میں وہ اطراد اور عمومیت نہیں ہے جو سابقہ قواعد میں ہے۔ مثلاً

الحقوق المجردة لایجوز الاعتیاض عنها

(حقوق مجردہ کا عوض لینا درست نہیں ہے)

اسے فن ثانی میں ضوابط کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

المبنی علی الفاسد فاسد. (جو چیز فاسد پر مبنی ہو وہ خود بھی فاسد ہوگی)

اسے فن ثالث کے اخیر میں بیان کیا ہے۔

اذا اجتمع الحقان قدم حق العبد لاحتیاجه علی حق الله نعناه باذنه.

(اگر حق اللہ اور حق العبد دونوں جمع ہو جائیں تو حق العبد کو حق اللہ پر اس کی اجازت سے اس لئے مقدم کیا جائے گا کہ بندہ محتاج ہے اور اللہ غنی و بے نیاز ہے)

اس قاعدہ کو فن ثالث کے اخیر میں بیان کیا ہے۔

۳۔ ایک قسم کے مختلف ابواب فقہیہ کے درمیان مشترک قواعد:

قواعد کی کتابوں میں ایسی کوئی فصل قائم نہیں کی گئی جو ایک ہی قسم کے ابواب کی فروع کے درمیان مشترک قواعد پر مشتمل ہو، مثلاً عبادات، یا مالی معاملات، جزاء، یا پرسنل لاء لیکن جو قواعد مشترکہ ان کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں ان کا بغائر نظر مطالعہ کرنے کے بعد ہم آسانی کے ساتھ اس نوع کے قواعد کو نکال کر فقہی اقسام کے اعتبار سے ان میں ترتیب دے سکتے ہیں، تمام اقسامِ فقہ کے لئے عام فقہی نظریئے کی تشکیل میں اس عمل کا فائدہ بالکل ظاہر ہے۔

☆ قال الشافعی رحمه الله تعالی : الفقهاء کلهم عیال ابی حنیفه فی الفقه ☆